بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اصول جرح وتعدیل

**افادات**

**متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ**

سرپرست: مرکز اھل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

مکتبہ دار الایمان، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

048-3881487, 0321-6353540

markazhanfi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اصول جرح وتعدیل

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

## جرح کی تعریف:

الطعن فی راوی الحدیث بما یسلب عدالته أو ضبطه.

(مقدمۃ کتاب التعدیل والتجریح للباجی: ج1ص34)

ترجمہ: راوی کے عیوب کو بیان کرنا جو اس کی عدالت اور ضبط کو ختم کرڈالے جرح کہلاتا ہے۔

## تعدیل کی تعریف:

هو توثیق الراوی ووصفه بالعدالة والضبط.

(مقدمۃ کتاب التعدیل والتجریح للباجی: ج1ص34)

ترجمہ: راوی کے قابلِ اعتماد ہونے کو بیان کرنا اور اس پر یہ حکم لگانا کہ وہ عادل اور ضابط ہے۔

## تعریف علمِ جرح وتعدیل:

1: هو علم یُبحث فیه عن جرح الرواة وتعدیلهم بألفاظٍ مخصوصةٍ وعن مراتبِ تلك الالفاظ۔

(کشف الظنون عن آسام الکتب والفنون لمصطفیٰ بن عبد اللہ (م1067ھ) ج1ص457)

ترجمہ: یہ ایسا علم ہے جس کے ذریعے راویوں کے جرح وتعدیل کے بارے میں مخصوص کلمات اور ان کے مراتب سے بحث کی جاتی ہے۔

2: علمُ الجرح والتّعدیل علم یَبحَثُ فی احوالِ الرُّواةِ ودرجةِ حِفظِهم لاحادیث رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(المحرر فی الجرح والتعدیل للدکتور حمد بن ابراہیم العثمان: ص9)

ترجمہ: علم جرح تعدیل ایسا علم ہے جو راویوں کے حالات اور ان کے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ کے درجات کے متعلق بحث کرتا ہے۔

## موضوع علم جرح وتعدیل:

احوال الرواة۔

ترجمہ: راویوں کے حالات اس علم کا موضوع ہے۔

## غرض علمِ جرح وتعدیل:

معرفة الصحیح من السقیم، اذهو المقصود بعلم الجرح والتّعدیل۔

(التعدیل والتجریح لابی الولید الباجی: ج1ص289)

ترجمہ: علم جرح وتعدیل کی غرض صحیح وضعیف کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

## فنِ جرح وتعدیل کی ضرورت واہمیت:

تمام امتوں میں سے امت محمدیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے اپنے دین اسلام کی حفاظت کی خصوصاً اپنے پیغمبر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین آپ کے افعال، اشارات، شب وروز وغیرہ کو بڑی محنت کرکے محفوظ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے

متعلق اس امت کی خدمات بے مثال ہیں، انہیں محافظین حدیث (محدثین وفقہاء) کو دعا دیتے ہوئے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نضر الله عبدا سمع مقالتي فوعاها ثم بلّغها عني. فرُبَّ حاملِ فقهٍ غيرُ فقيهٍ. ورب حامل فقه إلى من هو أفقه منه.

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 236 باب من بلغ علما)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا، پھر اس کو یاد رکھا پھر میری جانب سے اسے (آگے) پہنچایا۔ کئی لوگ جو فقہ (حدیث) کو روایت کرنے والے ہوتے ہیں لیکن غیر فقیہ ہوتے ہیں اور کئی فقیہ اس (حدیث) کو ان لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بھی خبر دی کہ میری امت میں چند ایسے افراد بھی ہوں گے جو میری طرف جھوٹی احادیث منسوب کریں گے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ

(مقدمہ مسلم باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحملها)

آپ کے اس فرمان میں امت کو ان دجالوں سے بچنے کا حکم ہے۔ عام آدمی کے ذمہ خود کو بچانا ہے اور علماء کے ذمہ اپنی ذات کے ساتھ ساتھ امت کو بچانا بھی ہے جس کے لئے اسماء الرجال کی معرفت ضروری ہے۔

ان دجالوں کے انجام کو بیان کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار

(صحیح البخاری رقم الحدیث 110 باب باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم)

اب ضروری تھا کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس کی وجہ سے احادیث رسول کی حفاظت بھی ہو جائے اور ان لوگوں کی نشاندہی بھی ہو جائے جو اس فن میں مجروح ومتکلم فیہ ہیں اس کے لیے سوائے فنِ اسماء الرجال کے کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ امت کے بہت بڑے طبقے نے اس فن کی ضرورت کو محسوس کیا اور اپنے آپ کو اس کام کے لیے تیار کرتے ہوئے دن رات محنت کرکے اس عظیم خدمت کو سرانجام دیا اور روایان حدیث کے مکمل حالات یعنی نام، ولدیت، کنیت، لقب، شہر، عدالت، حافظہ، اساتذہ، شاگرد، تحصیل علم کے لئے کئے گئے اسفار، ماہرین اسماء الرجال کی نظر میں راوی کا مقام وغیرہ کو قلمبند کرکے ایسی خدمت سرانجام دی جس کی مثال امم سابقہ میں نہیں ملتی۔ اس بات کا اعتراف اغیار بھی کرتے ہیں، چنانچہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے مشہور اسلام دشمن ڈاکٹر اسپرنگر کا قول نقل کیا ہے جو اس نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب "الاصابہ" کے انگریزی مقدمہ میں لکھا ہے:

"کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح "اسماء الرجال" کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہو۔"

(بحوالہ خطبات مدراس: ص44)

## فتنہ وضع حدیث اور آغاز اسماء الرجال

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین روایت حدیث کے معاملہ میں انتہائی محتاط تھے کہ کہیں روایت میں الفاظ کی کمی بیشی نہ ہو جائے جس پر سرکار نے جہنم کی وعید بیان کی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ محتاط سیدنا صدیق اکبر تھے جو حدیث بیان کرنے میں احتیاط کے ساتھ ساتھ دوسروں سے حدیث قبول کرنے میں بھی خوب تحقیق فرماتے اور یہ کام آپ ہی نے سب سے پہلے شروع فرمایا۔ چنانچہ امام ذہبی (م748ھ) فرماتے ہیں:

وكان أولَ من احتاط فی قبول الأخبار.

(تذکرۃ الحفاظ ج1ص9الطبقۃ الاولیٰ من الکتاب)

ترجمہ: آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے احادیث قبول کرنے میں احتیاط سے کام لیا۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ جب بھی حدیث بیان کرتے تو جسم پر کپکپی شروع ہو جاتی، پیشانی سے پسینہ ٹپکتا ہوا نظر آتا اور زبان سے فرماتے میرے آقا نے یوں فرمایا یا اس کے قریب فرمایا۔ چنانچہ امام سخاوی نقل کرتے ہیں:

أن عمرو بن میمون سمع یوما ابن مسعود یحدث عن النبی صلی اللہ علیه وسلم وقد علاه كرب وجعل العرق ینحدر منه عن جبینه وهو یقول إما فوق ذلك وإما دون ذلك وإما قریب من ذلك

(فتح المغیث ج2ص217 الفصل الثالث الروایۃ بالمعنی، مقدمہ فتح الملہم ص80)

ترجمہ: عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، آپ کی کیفیت یہ ہو رہی تھی کہ جیسے آپ پر ایک بوجھ طاری ہو، آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے: آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اس سے کچھ زائد فرمایا، اس سے کچھ کم فرمایا یا اس کے قریب قریب فرمایا۔

چونکہ صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ اپنی مبارک زبان سے وضاعین حدیث کے متعلق پیش گوئی فرما چکے تھے جس کا پورا ہونا یقینی تھا تو حضرت عثمان ذوالنورین کے دور خلافت میں چند لوگ تقیہ کی چادر اوڑھ کر بظاہر اسلام میں داخل ہو گئے اور اندرون خانہ اسلامی عمارت کی بنیادوں کو کمزور کرنا شروع کر دیا۔ اس جماعت کا سرغنہ مشہور غالی یہودی عبد اللہ بن سبا تھا جو یہودی مذہب میں رہ کر غلط باتیں گھڑنے کا ماہر تھا۔ چنانچہ امام عبد الکریم شہرستانی فرماتے ہیں:

أنه كان یهودیا فأسلم وكان فی الیهودیة یقول فی یوشع بن نون: وصی موسى علیهما السلام مثل ما قال فی علی رضی اللہ عنه وهو أول من أظهر القول بالنص بإمامة علی رضی اللہ عنه.

(الملل والنحل لامام محمد بن عبد الکریم الشہرستانی ج1ص172)

ترجمہ: یہ شخص یہودی تھا، پھر (ظاہراً) اسلام لایا۔ جب یہ یہودی تھا تو حضرت یوشع بن نون کی بارے میں کہا کرتا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں جس طرف یہی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتا تھا (کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں) یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے منصوص ہونے کی بات کی۔

اس نے بظاہر مسلمان ہو کر محبت اہل بیت و علی کی آڑ میں صحابہ کرام کے ایمان پر حملہ کیا اور فضیلت علی رضی اللہ عنہ میں صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے بھی احادیث گھڑنا شروع کر دیں، اسی کی شرارتوں کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، خلافت حیدری میں باہمی لڑائیاں ہوئیں اس بدبخت نے جہاں اور جرائم کا ارتکاب کیا وہاں فتنہ وضع حدیث کی بنیاد رکھ کر وعید شدید "من سن فی الإسلام سنة سیئة كان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر أن ینقص من أوزارهم شیء" (صحیح مسلم: رقم 1017) کا مستحق ٹھہرا۔

وضع حدیث کے بانی کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی (852ھ) حضرت امام شعبی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

اول من كذب عبد اللہ بن سبا.

(لسان المیزان ج3ص289 رقم الترجمہ 1225)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب اس کے کرتوتوں کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے اس سے اعلان برات کیا یہ پھر بھی باز نہ آیا بالآخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو آگ میں جلا کر فرمان نبوی "من كذب علی متعمدا" کی صداقت کی طرف اشارہ فرمایا، یہ خود تو واصل جہنم ہوا مگر اس کے کارندے جو مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے انہوں نے صحابہ پر تبرا اور وضع حدیث کا کام جاری رکھا جنہوں نے

صحابہ کی مخالفت اور محبت علی میں افراط کرتے ہوئے احادیث گھڑیں حضرت علی وقتاً فوقتاً ان کی تردید کرتے رہے مثلاً ایک موقع پر فرمایا:

قاتلهم الله أي عصابة بيضاء سودوا، وأي حديث من حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أفسدوا.

(تذکرۃ الحفاظ ج1 ص15)

کہ خدا انہیں ہلاک کرے، کتنی روشن جماعت کو انہوں نے سیاہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی حدیثوں کو انہوں نے بگاڑا۔

اس وقت کے صحابہ کرام اور دیگر اہل علم نے اس فتنہ کا تعاقب کیا حضرت علی نے حدیث کے متعلق لوگوں کو نصیحت کی کہ:

حدثوا الناس بما يعرفون ودعوا ما ينكرون.

(تذکرۃ الحفاظ ج1 ص15)

کہ لوگوں سے انہیں باتوں کو بیان کرو جنہیں وہ جانتے ہوں اور جن سے وہ آشنا نہ ہوں، ان کو بیان نہ کرو۔

علامہ ذہبی آپ کے اس فرمان کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقد زجر الإمام علي رضي الله عنه عن رواية المنكر وحث على التحديث بالمشهور وهذا أصل كبير في الكف عن بث الأشياء الواهية والمنكرة من الأحاديث في الفضائل والعقائد والرقائق ولا سبيل إلى معرفة هذا من هذا إلا بالإمعان في معرفة الرجال.

(تذکرۃ ص15، 16)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منکر روایت کو بیان کرنے پر زجر و تنبیہ سے کام لیا اور مشہور احادیث کو روایت کرنے کی ترغیب دی۔ حدیثوں کے پرکھنے کے لیے یہ ایک معیار و کسوٹی ہے کہ منکر و واہی احادیث کے بیان کرنے سے باز رہا جائے۔ خواہ فضائل سے متعلق ہوں یا عقائد و رقاق سے اور اس سے واقفیت رجال کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں۔“

**<u>الحاصل</u>:** فتنہ وضع حدیث کے بعد اہل علم نے بڑے اہتمام کے ساتھ سند حدیث اور رجال کی تحقیق کا التزام کیا جو اس سے پہلے نہ تھا۔ صحابی رسول ترجمان القرآن حضرت ابن عباس (م68ھ) کے متعلق امام مسلم نقل فرماتے ہیں:

جاء بشير العدوي إلى بن عباس فجعل يحدث ويقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل بن عباس لا يأذن لحديثه ولا ينظر إليه فقال يا بن عباس ما لي لا أراك تسمع لحديثي أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تسمع فقال بن عباس إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابتدرته أبصارنا وأصغينا إليه بآذاننا فلما ركب الناس الصعب والذلول لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف.

(مقدمہ مسلم ص باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحملها)

:”بشیر بن کعب عدوی ابن عباس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے کچھ حدیثیں بیان کرنے لگے، مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ نہ ان کی حدثیوں کی طرف کان لگاتے تھے اور نہ کوئی توجہ فرماتے تھے۔ بشیر کو تعجب ہوا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشیر کے سامنے اس کی وجہ ان الفاظ میں بیان کی: ایک زمانہ ہم پر ایسا گزرا ہے کہ جب ہم سنتے کہ کوئی آدمی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہا ہے تو ہماری نگاہیں فوراً اس کی طرف اٹھ جاتی تھیں اور ہم ہمہ تن گوش ہو کر اس کی بات کو سنتے تھے، پھر جب لوگ ہر سرکش (اونٹ) اور غیر سرکش پر سوار ہونے لگے (یعنی غلط و صحیح میں تمیز جاتی رہی، رطب و یابس ہر طرح کی باتیں بیان کرنے لگے) تو اب ہم صرف انہیں حدیثوں کو قبول کرتے ہیں جنہیں ہم خود جانتے ہیں۔

مشہور تابعی حضرت امام محمد بن سیرین المتوفی (110ھ) فرماتے ہیں:

لم يكونوا يسألون عن الإسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالكم فينظر إلى أهل السنة فيؤخذ حديثهم

وينظر إلى أهل البدع فلا يؤخذ حديثهم.

(مقدمہ صحیح مسلم ص 11 باب بیان أن الإسناد من الدین)

کہ لوگوں سے پہلے اسناد کے بارے میں نہیں پوچھا جاتا تھا، لیکن جب فتنہ پھیلا تو حدیث بیان کرنے والوں سے یہ کہا جانے لگا: اپنے رواتِ حدیث کے نام بتاؤ، دیکھا جائے گا کہ اہلِ سنت کون ہیں؛ انہی کی روایات لی جائیں گی، اہلِ بدعت کا بھی پتہ لگایا جائے گا اور ان کی احادیث نہ لی جائیں گی۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِلإسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ سِلَاحٌ فَبِأَيِّ شَيْءٍ يُقَاتِلُ.

(فتح المغیث)

ترجمہ: اسناد مؤمن کا ہتھیار ہے۔ اگر اس کے پاس ہتھیار ہی نہیں ہو تو وہ کس چیز کی مدد سے لڑے گا۔

سند کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے امام عبد اللہ مبارک المتوفی (م 181ھ) فرماتے ہیں:

الإسناد من الدين ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء

(مقدمہ مسلم باب بیان أن الإسناد من الدین)

ترجمہ: اسناد دین کا حصہ ہے۔ اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہتا۔

امام بخاری اپنے شیخ علی بن المدینی المتوفی (178ھ) سے اسماء الرجال کی اہمیت ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

التفقه في معاني الحديث نصف العلم، ومعرفة الرجال نصف العلم

(سیر اعلام النبلاء ج 8 ص 31 رقم الترجمہ 1957 ترجمہ علی بن مدینی)

پانچ سو صحابہ کی زیارت سے مشرف ہونے والے مشہور تابعی حضرت امام شعبی کے ہاں حدیث کے رجال وسند کی کتنی اہمیت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جس کو حضرت امام ابن عبد البر المالکی المتوفی (م 463ھ) نے اپنی کتاب التمہید کے مقدمہ میں نقل کیا ہے:

عن الشعبي عن الربيع بن خثيم قال: من قال لا اله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو على كل شيء قدير عشر مرات كان له كعتق رقاب أو رقبة" قال الشعبي فقلت للربيع بن خثيم من حدثك بهذا الحديث فقال عمرو بن ميمون الاودي فلقيت عمرو بن ميمون فقلت من حدثك بهذا الحديث فقال عبد الرحمن بن أبي ليلى فلقيت ابن أبي ليلى فقلت من حدثك قال أبو أيوب الأنصاري صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(مقدمہ التمہید ص 46)

حضرت ابن عباس ودیگر اہلِ علم کے ان فرامین وعمل سے واضح ہوا کہ ظہورِ فتنہ وضعِ حدیث کے بعد اہلِ علم روایت بیان کرنے اور سننے میں بہت احتیاط سے کام لیتے۔ سند کے متعلق خوب تحقیق کرتے تاکہ فتنہ کا مکمل طور پر سدباب ہو جائے اور لوگ کذب علی النبی جیسے کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے محفوظ ہو جائیں۔

# فن اسماء الرجال کا بانی ومدون

مطلقاً اسماء الرجال وجرح تعدیل کا آغاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں ہو چکا تھا۔ اس بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی احتیاط کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ امام ذہبی (م748ھ) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (م24ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

وهو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل وربما كان يتوقف فی خبر الواحد إذا ارتاب.

(تذکرۃ الحفاظ ج1 ص11)

امام سخاوی نے ایسے سات صحابہ کے اسماء گرامی ذکر فرمائے ہیں جو جرح وتعدیل کے امام شمار ہوتے تھے۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

نیز امام سخاوی ہی فرماتے ہیں:

وتكلم فی الرجال كما قاله الذهبی جماعة من الصحابة. (فتح المغیث ج3 ص266)

صحابہ کے بعد تابعین کے دور میں فتنوں کی وجہ سے جرح وتعدیل میں مزید اضافہ ہوا۔ کتب رجال میں ان تابعین کا ذکر موجود ہے جو اس فن کے امام شمار ہوتے ہیں چنانچہ امام اعظم فی الفقہاء حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (م150ھ) کا فرمان:

ما رأيت فيمن رأيت أفضل من عطاء، ولا أكذب من جابر الجعفی.

(میزان الاعتدال ج1ص380 رقم الترجمہ 1425 ترجمہ جابر جعفی)

ثبوت جرح وتعدیل میں مشہور ہے۔ الغرض یہ علم صحابہ وکبار تابعین کے زمانہ میں موجود تھا لیکن باقاعدہ فن کی صورت میں مدون نہیں تھا سب سے پہلے اس کو فن کی شکل کس نے دی اس کے متعلق دو قول مشہور ہیں:

**قول نمبر1:** امیر المومنین فی الحدیث امام شعبہ بن الحجاج البصری (م160ھ)

چنانچہ امام ابن حبان آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وهو أول من فتش بالعراق عن أمر المحدثين وجانب الضعفاء والمتروكين حتى صار علماً يُقتدى به ثم تبعه عليه بعده أهل العراق.

(کتاب الثقات رقم الترجمہ 8516)

یہی بات امام ابو بکر احمد بن علی بن منجویہ (م428ھ) نے اپنی کتاب "رجال مسلم" (ج1 ص299) میں فرمائی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: وهو أول من فتش بالعراق عن الرجال وذب عن السنة.

(تقریب التہذیب رقم الترجمہ 2790)

وقال صالح جزرة: أول من تكلم فی الرجال شعبة ثم تبعه القطان ثم أحمد ويحيى.

(تہذیب التہذیب رقم الترجمہ 3263)

**قول نمبر2:** امام یحیٰ بن سعید القطان (م198ھ)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فاول من جمع كلامه فی ذلك الامام الذی قال فيه أحمد بن حنبل: ما رأيت بعينی مثل يحيى بن سعيد القطان، وتكلم فی ذلك بعده تلامذته: يحيى بن معين، وعلی ابن المدينی، وأحمد بن حنبل، وعمرو بن ابی الفلاس، وأبو خيثمة، وتلامذتهم، كأبی زرعة، وأبی حاتم، والبخاری، ومسلم، وأبی إسحاق الجوزجانی السعدی، وخلق من بعدهم.

(مقدمہ میزان الاعتدال ص1، مقدمہ لسان المیزان ص5)

لیکن یاد رہے کہ ان حضرات نے اس علم کو فن کی شکل دی اور مدون کیا، ورنہ نفس علم پہلے سے موجود تھا کما مر

چنانچہ امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأما قول صالح جزرة أول من تكلم في الرجال شعبة ثم تبعه يحيى بن سعيد القطان ثم أحمد وابن معين فيعني أنه أول من تصدى لذلك۔

(تدریب الراوی النوع الحادی والستون فی معرفۃ الثقات)

## ﴿ثبوت جرح وتعدیل﴾

### دلیل نمبر 1:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾

(سورۃ الحجرات:6)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔

☆ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أنه سبحانه لم يأمر بردِّ خبرِ الفاسق وتكذيبه وردِّ شهادته جملةً، وإنما أَمَرَ بالتبيُّنِ فإن قامت قرائنُ وأدلة من خارجٍ تدل على صدقه عُمِلَ بدليلِ الصدقِ۔

(مدارج السالکین لابن القیم: ج1 ص360)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فاسق کی خبر کو رد کرنے، اسے جھوٹا قرار دینے یا اس کی گواہی کو بالکل ناقابلِ اعتبار قرار دینے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ حکم فرمایا کہ اس کی خبر کی چھان بین کر لی جائے۔ اگر ایسے خارجی قرائن اور دلائل پائے جائیں جن سے اس کی سچائی کا پتہ چلے تو دلیل صدق کا اعتبار کرتے ہوئے اس کی خبر کو قبول کر لیا جائے گا۔

### دلیل نمبر 2:

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو عمرو بن حفص نے طلاق بتہ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عدت بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي. قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلاَ يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لاَ مَالَ لَهُ. انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ.

(صحیح مسلم: ج ص باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لہا)

ترجمہ: جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں عدت سے فارغ ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ سلم سے عرض کی کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت ابو جہم نے مجھے پیغام نکاح بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو جہم تو عام طور پر سفر میں رہتے ہیں یا وہ اپنی بیوی کو تنبیہ اور زجر و توبیخ کرتے رہے ہیں اور جہاں تک حضرت معاویہ کی بات ہے تو وہ ایک محتاج و غریب آدمی ہیں، اس لیے (میرا مشورہ یہ ہے) کہ تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔

☆امام ابو عبد اللہ الحاکم فرماتے ہیں:

هذا خبر صحيح مستعمل عند الفقهاء وفيه الدليل الواضح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبر من أحوالهما على الديانة فلم يكن غيبة.

(المدخل الی الاکلیل: ص25)

ترجمہ: یہ صحیح حدیث فقہاء کے ہاں معروف ہے اور اس میں واضح دلیل موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو حضرات کے بارے میں دیانت داری سے خبر دی ہے، لہٰذا یہ غیبت نہ ہو گی۔

☆علامہ ابو بکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فی هذا الخبر دلالة على ان إجازة الجرح للضعفاء من جهة النصيحة لتجتنب الرواية عنهم وليعدل عن الاحتجاج بأخبارهم لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما ذكر فى أبى جهم انه لا يضع عصاه عن عاتقه وأخبر عن معاوية انه صعلوك لا مال له عند مشورة استشير فيها لا تتعدى المستشير كان ذكر العيوب الكامنة فى بعض نقلة السنن التى يؤدى السكوت عن اظهارها عنهم وكشفها عليهم الى تحريم الحلال وتحليل الحرام والى الفساد فى شريعة الإسلام أولى بالجواز وأحق بالاظهار.

(الکفایۃ فی علم الروایۃ: ص39)

## دلیل نمبر 3:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ حِينَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتَى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ

(صحیح البخاری: ج ص کتاب الادب-باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی، جب آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: برا ہے فلاں قبیلہ کا بھائی! برا ہے فلاں قبیلہ کا بیٹا! جب آپؐ اس کے ساتھ بیٹھ گئے تو آپ خندہ پیشانی اور خوش دلی سے پیش آئے، جب وہ آدمی چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! جب آپؐ نے اس آدمی کو دیکھا تو اس طرح فرمایا، پھر آپؐ خندہ پیشانی اور خوش دلی کے ساتھ ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے مجھے بدگو کیسے سمجھ لیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ سب سے بدترین درجہ میں ہوں گا جن کے شر کے خوف سے محفوظ رہنے کے لئے لوگ ان سے دور رہیں۔

☆علامہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حاتم الرازی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وفی هذا الخبر دليل على أن إخبار الرجل بما فى الرجل على جنس الابانة [الهندية: الديانه بدل الابانه] ليس بغيبة، إذ النبى -صلى الله عليه وسلم- قال: "بئس أخو العشيرة، أو ابن العشيرة"، ولو كان هذا غيبة لم يُطْلِقْها رسولُ الله -صلى الله عليه سلم- وإنما أراد بقوله هذا أن يفتدى [هكذا فى النسختين ولعلها: أن يتعدى] ترك الفحش، لا أنه أراد ثَلْبه، وإنما الغيبة ما يريد القائل القدح فى المقول فيه وأئمتنا -رحمة الله عليهم- فإنهم إنما بينوا هذه الاشياء، وأطلقوا الجرح فى غير العدول لئلا يحتج بأخبارهم، لا أنهم أرادوا ثلبهم والوقيعة فيهم. والاخبار عن الشئ لا يكون غيبة إذا أراد القائل به غير الثلب.

(کتاب المجروحین لابن حبان: ص18)

## دلیل نمبر4:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا أَعْزَبَ وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنْ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا۔ (صحیح البخاری: باب مناقب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا، میری خواہش تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور نبی ﷺ سے بیان کروں، میں ایک مجرد جوان تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد کے اندر سویا کرتا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور دوزخ کی طرف لے گئے جو بل والے خانہ دار کنویں کی طرح پیچ در پیچ تھی، اور کنویں کی طرح دو کنارے تھے جس میں کچھ لوگ موجود تھے جن کو پہچان کر میں کہنے لگا (اعوذ باللہ من النار، اعوذ باللہ من النار) میں دوزخ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے مجھ سے کہا تم مت ڈرو، پھر میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ اچھے آدمی ہیں کاش وہ رات کی نماز پڑھا کرتے، سالم بیان کرتے ہیں پھر عبد اللہ رات کو بہت کم سونے لگے۔

## دلیل نمبر5:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔

(صحیح البخاری: باب مناقب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ سے بیان کیا کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ اچھے آدمی ہیں۔

☆ مذکورہ دونوں حدیثوں میں "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ" اور "إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ" کے الفاظ تعدیل ثابت کرتے ہیں۔ حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی فرماتے ہیں:

وقال النبی صلی اللہ علیہ و سلم فی الجرح بئس أخو العشیرة وفی التعدیل إن عبد اللہ رجل صالح إلی غیر ذلك من الأحادیث الصحیحة فی الطرفین ولذا استثنوا هذا من الغیبة المحرمة واجمع المسلمون علی جوازه بل عد من الواجبات للحاجة إلیه۔

(فتح المغیث: ج3 ص350)

## ایک سوال اور اس کا جواب:

**سوال:** فن اسماء الرجال میں جب کسی راوی پر جرح کی جاتی ہے تو یہ غیبت کے زمرہ میں آتی ہے جو کہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾

(سورۃ الحجرات: 12)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

اَلْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا. (المعجم الاوسط للطبرانی: ج6 ص48- رقم 6590)

لہٰذا کسی راوی پر جرح کر کے غیبت کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔

## جواب:

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (ت 463ھ) غیبت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واما الغيبة التي نهى الله تعالى عنها...... فهي ذكر الرجل عيوب أخيه يقصد بها الوضع منه والتنقيص له والازراء به فيما لا يعود الى حكم النصيحة.

(الکفایۃ فی علم الروایۃ: ص40 باب وجوب تعریف المزکی ماعندہ من حال المسؤل عنہ)

ترجمہ: غیبت جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی کے عیب کو اس لیے بیان کرے کہ اس کا مقصد اپنے بھائی کو ذلیل کرنا، قدرومنزلت کو گرانا اور اس کی بدگوئی کرنا ہو، اس سے مقصد خیر خواہی نہ ہو۔

جرح میں نہ تو کسی کا کوئی ذاتی مفاد ہے نہ کسی کو ذلیل ورسوا کرنا مطلوب ہوتا ہے، اس لیے ائمہ نے جارح ومعدل کے لیے جو شرائط بیان کی ہیں ان میں سے ایک جارح کا ناصح ہونا بھی ہے (تفصیل آگے آرہی ہے) جب کہ غیبت میں اصلاح مقصود نہیں ہوتی بلکہ اپنی خواہش کی تسکین وتعصب کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ نیز بتصریح ائمہ کسی کے عیب کو بیان کرنا، یہ مطلقاً حرام نہیں بلکہ بعض جگہ اجازت ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے چند صورتیں ایسی بیان کی ہیں جہاں دوسرے کی عدم موجودگی میں اس کے عیب کو بیان کرنا جائز ہے، فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ الغِيبَةَ تُبَاحُ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لا يُمْكِنُ الوُصُولُ إِلَيْهِ إِلاَّ بِهَا ,وَهُوَ سِتَّةُ أَسْبَابٍ.

(ریاض الصالحین باب مایباح من الغیبۃ)

ان چھ صورتوں میں [1] مظلوم ہونا، [2] منکَر کو مٹانے اور گناہ گار کو راہِ راست پر لانے کے لیے امداد طلب کرنا، [3] فتویٰ طلب کرنا، [4] مسلمان کی خیر خواہی کا قصد ہونا (جیسے رواۃ پر جرح کرنا، نکاح کے معاملہ میں مشورہ دینا، کسی بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرنے والے طالب علم کو روکنا، کسی فاسق یا مغفل کا حال اس کے ولی کو بتانا) [5] جس کا فسق ظاہر ہو اس کے احوال بتانا تاکہ لوگ اسے کسی اہم منصب پر فائز نہ کردیں، [6] معروف اللقب ہونا جیسے اعمش، اعرج وغیرہ۔

(ریاض الصالحین باب مایباح من الغیبۃ- ملخصاً)

یہی وجہ ہے کہ ائمہ فقہاء ومحدثین نے اس کو مسلمانوں کی خیر خواہی قرار دیتے ہوئے مباح بلکہ بعض اوقات میں واجب فرمایا ہے۔

چنانچہ امام عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

جاء أبو تراب النحشبي إلى أبي رضي الله عنه فجعل أبي يقول فلان ضعيف فلان ثقة فقال: أبو تراب يا شيخ لا تغتاب العلماء فالتفت أبي إليه وقال له ويحك هذا نصيحة ليس هذا غيبة.

(طبقات الحنابلہ ص248)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مِنْهَا جَرْحُ المَجْرُوحِينَ مِنَ الرُّوَاةِ والشُّهُودِ وذلكَ جَائِزٌ بِإجْمَاعِ المُسْلِمِينَ، بَلْ وَاجِبٌ لِلْحَاجَةِ.

(ریاض الصالحین باب مَا یباح من الغیبۃ)

# جرح وتعدیل کے چند اصول

## اصل نمبر1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جرح کرنا جائز نہیں

### صحابی کی تعریف:

1: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

الصحابي من لقي النبي ثم مات على الإسلام. (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: باب فی فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

2: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

واصح ما وقفت عليه من ذالك ان الصحابي من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مومناً به ومات على الاسلام فيدخل في من لقيه من طالت مجالسته له او قصرت، ومن روىٰ عنه اولم يرو، ومن غزا معه او لم يغز، ومن راٰه روية ولولم يجالسه ومن لم يره لعارض كالعمى. (مقدمۃ الاصابۃ: ج1 ص7)

ایسے خوش نصیب انسان کے متعلق مسلمانوں کا نظریہ ہے کہ اس کا مقابلہ کائنات کا کوئی ولی بھی نہیں کر سکتا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

ولهم الفضل والسبق والكمال الذي لا يلحقهم فيه أحد من هذه الأمة رضي الله عنهم وأرضاهم.

(تفسیر ابن کثیر: سورت الفتح تحت الآیۃ 29)

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت 463ھ) نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم بن سعید الجوہری نے کہا:

سألت أبا أسامة، أيما كان أفضل معاوية، أو عمر بن عبد العزيز؟ فقال: لا نعدل بأصحاب محمد -صلى الله عليه وسلم- أحدا.

(جامع بیان العلم وفضلہ باب الحض علی لزوم السنۃ والاقتصار علیہا)

حضرت سعید بن زید فرماتے ہیں:

لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ.

(سنن ابی داود باب فِی الْخُلَفَاءِ)

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ گرد وغبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں پڑا ہے وہ عمر بن عبد العزیز سے کئی گنا بہتر ہے تو پھر سوچنا چاہئے کہ جس گروہ کی ابتدا میں اوروں کی انتہا درج ہو اس کی انتہا کہاں تک ہو گی۔

(مکتوبات امام ربانی: ج1 ص235 مکتوب نمبر58)

صحابہ کرام کے ان فضائل کی وجہ سے اہل السنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ "تمام صحابہ عادل، ثقہ اور پاکباز ہیں کسی مومن کو ان پر کسی قسم کے شک وشبہ کرنے کی اجازت نہیں۔ صحابہ کے کسی عمل میں خواہش کی تسکین مقصود نہیں تھی یہاں تک کہ ان کے اجتہادی اختلافات بھی اخلاص پر مبنی تھے، نصوص کی موجودگی میں صحابہ کو تاریخ کے رطب ویابس میں پرکھنا حماقت اور گمراہی کا سبب ہے تاریخ کی وجہ سے ان کی مخالفت حرام ہے۔"

## عدالت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین:

### قرآن وحدیث کی روشنی میں

امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد الخطیب البغدادی (ت 463ھ) قرآن کریم کی کئی آیات واحادیث سے عدالت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر استدلال کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وجميع ذلك يقتضي طهارة الصحابة والقطع على تعديلهم ونزاهتهم فلا يحتاج أحد منهم مع تعديل الله تعالى لهم المطلع على بواطنهم الى تعديل أحد من الخلق له فهو على هذه الصفة الا ان يثبت على أحد ارتكاب ما لا يحتمل الا قصد المعصية والخروج من باب التأويل فيحكم بسقوط العدالة وقد برأهم الله من ذلك ورفع اقدارهم عنه على انه لو لم يرد من الله عز وجل ورسوله فيهم شيء مما ذكرناه لاوجبت الحال التي كانوا عليها من الهجرة والجهاد والنصرة وبذل المهج والاموال وقتل الآباء والاولاد والمناصحة في الدين وقوة الإيمان واليقين القطع على عدالتهم والاعتقاد لنزاهتهم وانهم أفضل من جميع المعدلين والمزكين الذين يجيؤن من بعدهم ابد الآبدين هذا مذهب كافة العلماء ومن يعتد بقوله من الفقهاء۔

(الکفایہ فی علم الروایہ باب ماجاء في تعديل الله ورسوله للصحابة)

### اجماعِ امت کی روشنی میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت پر امت کا اجماع ہے۔ ملاحظہ ہو:

1: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

ونحن وإن كان الصحابة رضى الله عنهم قد كفينا البحث عن أحوالهم لإجماع أهل الحق من المسلمين وهم أهل السنة والجماعة على أنهم كلهم عدول۔ (مقدمہ الاستیعاب)

2: مشہور مفسر امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

فالصحابة كلهم عدول أولياء الله تعالى وأصفياؤه، وخيرته من خلقه بعد أنبيائه ورسله. هذا مذهب أهل السنة، والذى عليه الجماعة من أئمة هذه الأمة۔ (الجامع لاحکام القرآن سورۃ الفتح آیت 29)

3: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

اتفق اهل الحق ومن يعتد به فى الاجماع على قبول شهاداتهم ورواياتهم و كمال عدالتهم۔ (شرح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ)

4: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

اتفق اهل السنة على ان الجميع عدول ولم يخالف فى ذلك الا شذوذ من المبتدعة۔ (مقدمہ الاصابہ ص9)

5: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

الصحابة كلهم عدول من لابس الفتن وغيرهم بإجماع من يعتد به۔ (تدریب الراوی النوع التاسع والثلاثون معرفۃ الصحابۃ)

### علماءِ امت کے اقوال کی روشنی میں

[1]: امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی (ت 354ھ) فرماتے ہیں:

الصحابة كلهم عدول ليس فيهم مجروح ولا ضعيف۔

(صحیح ابن حبان وأما شرطنا في نقله ما أودعناه كتابنا هذا)

لأن أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم كلهم عدول ثقات۔ (صحیح ابن حبان رقم 2733)

[2]: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

لأن الصحابة كلهم عدول مرضيون ثقات أثبات.

(التمھید الحدیث الثانی عشر)

[3]: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد الخطیب البغدادی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

لأن عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعديل الله لهم واخباره عن طهارتهم واختياره لهم في نص القرآن.

(الکفایہ باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ للصحابۃ)

[4]: علامہ محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

فإن الصحابة رضی الله عنهم كلهم هم صفوة الناس وسادات الأمه وأفضل ممن بعدهم وكلهم عدول قدوة لا نخالة فيهم.

(شرح مسلم باب فضیلۃ الأمیر العادل)

[5]: علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی (ت 970ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَنْقُولُ فِی الْأُصُولِ أَنَّ الصَّحَابَةَ عُدُولٌ فَهُمْ مَحْفُوظُونَ من الْمَعَاصِي.

(البحر الرائق بحث نواقض وضوء)

[6]: سلطان المحدثین ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

والصحابة كلهم عدول. (شرح نخبۃ الفکر أقسام الغریب)

إذ الصحابة كلهم عدول على الصحيح. (ایضاً تعریف الشاذ لغۃً واصطلاحاً)

## صحابی رسول پر جرح جائز نہیں:

قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اجماع امت اور اقوال اکابرین کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت ثقہ وعادل ہے اسی وجہ سے ائمہ نے تصریح کی ہے کہ سند حدیث میں جب راویوں کے متعلق بحث ہوتی ہے تو صحابی کی ذات سے متعلق تحقیق کرنا، جرح کرنا جائز نہیں ہے۔

چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

1: امام ابوزرعہ الرازی (ت 264ھ) فرماتے ہیں:

إذا رأيت الرجل ينتقص أحدا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم انه زنديق وذلك أن الرسول صلى الله عليه وسلم عندنا حق والقرآن حق وانما أدى إلينا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وانما يريدون ان يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة والجرح بهم أولى وهم زنادقة.

(الکفایہ باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ للصحابۃ)

2: امام عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ الجرجانی (ت 365ھ) فرماتے ہیں:

فإن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لحق صحبتهم وتقادم قدمهم في الإسلام لكل واحد منهم في نفسه حق وحرمة للصحبة فهم أجل من أن يتكلم أحد فيهم.

(الکامل ترجمہ زید بن ابی اوفیٰ)

3: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد الخطیب البغدادی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

وانہ لا یحتاج الی سؤال عنھم وانما یجب فیمن دونھم کل حدیث اتصل إسنادہ بین من رواہ وبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یلزم العمل بہ الا بعد ثبوت عدالۃ رجالہ ویجب النظر فی أحوالھم سوی الصحابی الذی رفعہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لأن عدالۃ الصحابۃ ثابتۃ معلومۃ۔ (الکفایہ باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ للصحابۃ)

4: مشہور مؤرخ ابو الحسن عزالدین علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری (ت 630ھ) فرماتے ہیں:

والصحابۃ یشارکون سائر الرواۃ فی جمیع ذلك إلا فی الجرح والتعدیل؛ فإنھم کلھم عدول لا یتطرق إلیھم الجرح لأن اللہ عزوجل ورسولہ زکیاھم وعدلاھم۔ (مقدمہ اسد الغابہ)

5: امام ابو عمرو تقی الدین عثمان بن عبد الرحمن المعروف بابن الصلاح (ت 643ھ) لکھتے ہیں:

الثانیۃ للصحابۃ بأسرھم خصیصۃ وھی أنہ لا یسأل عن عدالۃ أحد منھم بل ذلك أمر مفروغ منہ لکونھم علی الإطلاق معدلین بنصوص الکتاب والسنۃ وإجماع من یعتد بہ فی الإجماع من الأمۃ۔

(مقدمہ ابن صلاح النوع التاسع والثلاثون معرفۃ الصحابۃ)

6: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

فالصحابۃ کلھم عدول أولیاء اللہ تعالی وأصفیاؤہ وخیرتہ من خلقہ بعد أنبیائہ ورسلہ ھذا مذھب أھل السنۃ والذی علیہ الجماعۃ من أئمۃ ھذہ الأمۃ وقد ذھبت شرذمۃ لا مبالاۃ بھم إلی أن حال الصحابۃ کحال غیرھم فیلزم البحث عن عدالتھم ومنھم من فرق بین حالھم فی بداءۃ الأمر فقال إنھم کانوا علی العدالۃ إذ ذاك ثم تغیرت بھم الأحوال فظھرت فیھم الحروب وسفك الدماء، فلا بد من البحث وھذا مردود۔ (تفسیر قرطبی الفتح 29)

## اصل نمبر 2: جرح مبہم غیر مقبول تعدیل مبہم قبول

جرح وتعدیل کی دو قسمیں ہیں 1: مفسر 2: مبہم

مفسر: جس میں جارح اور اور معدل راوی کے مجروح اور معدل ہونے کا سبب بیان کرے۔

مبہم: جس میں جرح وتعدیل کا سبب بیان نہ کرے۔

اگر جرح وتعدیل مفسر ہو تو چند شرائط کے ساتھ قبول ہے جن کا ذکر آگے آجائے گا۔ جرح وتعدیل مبہم قبول ہے یا نہیں اس میں کئی اقوال ہیں۔ مشہور قول کے مطابق تعدیل مبہم قبول ہے جرح مبہم غیر مبین السبب قبول نہیں۔ ان میں فرق کی کئی وجوہ ہیں:

1: تعدیل کے اسباب کئی ہوتے ہیں ان کو بیان کرنے میں حرج لازم آتی ہے مثلاً فلاں عادل بھی ہے، حافظ بھی ہے نمازی بھی وغیرہ تو اسباب تعدیل بیان کرنے میں مشکل پیش آتی ہے اس لیے تعدیل مبہم قبول ہے۔ ائمہ اسماء الرجال نے اس کی صراحت کی ہے مثلاً: دیکھیے الکفایہ، مقدمہ ابن صلاح، الرفع والتکمیل وغیرہ، جب کہ جرح کے لیے تمام اسباب بیان کرنا ضروری نہیں کوئی ایک سبب بھی کافی ہوتا ہے۔

2: یہ فن چونکہ اجتہادی ہے اس لیے اسباب جرح میں اختلاف ہوتا رہتا ہے بسا اوقات ایک چیز ایک امام کے نزدیک اسباب جرح میں شمار ہوتی ہے جب کہ حقیقت میں وہ جرح نہیں ہوتی اس لیے جارح کے لیے ضروری ہے جرح کے ساتھ سبب بھی بیان کرے تاکہ اصول کی روشنی میں دیکھا جاسکے کہ وہ سبب جرح بنتا بھی ہے یا نہیں؟ کتب اصول میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ایک امام نے کسی راوی پر جرح کی اور سبب بھی بیان کیا لیکن نفس الامر میں وہ سبب نہیں بنتا چند مثالیں درج ذیل ہیں:

## مثال نمبر 1:

امام شعبہ نے منھال پر جرح کی سبب یہ بیان کیا کہ میں نے اس کے گھر سے گانے کی آواز سنی۔

قال شعبة: أتيت منزل المنهال بن عمرو فسمعت فيه صوت الطنبور فرجعت.

(الکفایہ باب ذکر بعض أخبار من استفسر في الجرح فذکر مالا یسقط العدالۃ)

لیکن امام شعبہ کے شاگرد امام وھب اس کو جرح کا سبب نہیں مانتے۔

قال وهب فقلت له فهلا سألته عسى كان لا يعلم.

امام سخاوی نے بھی حافظ ابن حجر کے حوالہ سے وھب کے اس سوال کی تائید کرتے ہوئے اسے جرح کا سبب تسلیم نہیں کیا، فرماتے ہیں:

وهذا اعتراض صحيح فإن هذا لا يوجب قدحا في المنهال.

(فتح المغیث فصل في معرفه من تقبل روایته و من ترد)

## مثال نمبر 2:

وقال جرير بن عبد الحميد أتيت سماك بن حرب فرأيته يبول قائما فلم أسأله عن حرف

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو ایک امام سبب جرح مان رہا ہے جبکہ امام سخاوی اس کو عذر پر محمول کرتے ہوئے سبب نہیں مانتے۔ فرماتے ہیں:

ولعله كان بحيث يرى الناس عورته. (فتح المغیث فصل في معرفه من تقبل روایته و من ترد)

اسی طرح کا ایک مسئلہ امام شافعی سے بھی منقول ہے:

وقد ذكر أن الشافعي انما أوجب الكشف عن ذلك لأنه بلغه ان انسانا جرح رجلا فسئل عما جرحه به فقال رأيته يبول قائما فقيل له وما في ذلك ما يوجب جرحه فقال لأنه يقع الرشش عليه وعلى ثوبه ثم يصلي فقيل له رأيته يصلي كذلك فقال لا.

(الکفایہ فصل إذا عدل جماعۃ رجلا وجرحہ أقل عددا من المعدلین)

## مثال نمبر 3:

قيل لشعبة: لم تركت حديث فلان؟ قال: رأيته يركض على برذون فتركت حديثه.

(الکفایہ باب ذکر بعض أخبار من استفسر في الجرح فذکر مالا یسقط العدالۃ)

ترجمہ: امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ فلاں راوی کی روایت کیوں نہیں لیتے؟ آپ نے جواب دیا: اس لیے کہ میں نے اسے ترکی گھوڑے دوڑاتے ہوئے دیکھا تھا۔

علامہ عبد الحی لکھنوی فرماتے ہیں:

ومن المعلوم ان هذا ليس بجرح موجب لتركته.

(الرفع والتکمیل لعبد الحئ للکھنوی: المرصد الاول فیمایقبل من الجرح والتعدیل ومالایقبل منھما)

ترجمہ: یہ بات واضح ہے کہ ترکی گھوڑے دوڑانا ایسی جرح نہیں جس کی وجہ سے اس راوی کو چھوڑ دیا جائے۔

## تصریحات ائمہ:

1: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد الخطیب البغدادی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

ان الجرح لا يثبت الا إذا فسر سببه وذكر موجبه. (الکفایہ باب القول في الجرح ھل یحتاج الی کشف أم لا)

نیز فرماتے ہیں:

سمعت القاضی أبا الطیب طاهر بن عبد الله بن طاهر الطبری یقول لا یقبل الجرح الا مفسرا ولیس قول أصحاب الحدیث فلان ضعیف وفلان لیس بشیء مما یوجب جرحه ورد خبره وانما کان کذلك لأن الناس اختلفوا فیما یفسق به فلا بد من ذکر سببه لینظر هل هو فسق أم لا و کذلك قال أصحابنا إذا شهد رجلان بأن هذا الماء نجس لم تقبل شهادتهما حتی یبینا سبب النجاسة فان الناس اختلفوا فیما ینجس به الماء وفی نجاسة الواقع فیه قلت وهذا القول هو الصواب عندنا والیه ذهب الأئمة من حفاظ الحدیث ونقاده مثل محمد بن إسماعیل البخاری ومسلم بن الحجاج النیسابوری وغیرهما.

(الکفایہ باب القول فی الجرح هل یحتاج الی کشف أم لا)

2: علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

(الرابعة یقبل التعدیل من غیر ذکر سببه علی الصحیح المشهور) لأن أسبابه کثیرة فیثقل ویشق ذکرها لأن ذلك یحوج المعدل إلی أن یقول لم یفعل کذا لم یرتکب کذا فعل کذا و کذا فیعدد جمیع ما یفسق بفعله أو بترکه وذلك شاق جدا ولا یقبل الجرح إلا مبین السبب لأنه یحصل بأمر واحد ولا یشق ذکره لأن الناس مختلفون فی أسباب الجرح فیطلق أحدهم الجرح بناء علی ما اعتقده جرحا ولیس بجرح فی نفس الأمر فلا بد من بیان سببه لینظر هل هو قادح أو لا.

(تدریب الراوی النوع الثالث والعشرون صفة من تقبل روایته وما یتعلق بہ)

3: امام ابو عمرو تقی الدین عثمان بن عبد الرحمن المعروف بابن الصلاح (ت 643ھ) لکھتے ہیں:

التعدیل مقبول من غیر ذکر سببه علی المذهب الصحیح المشهور لأن أسبابه کثیرة یصعب ذکرها فإن ذلك یحوج المعدل إلی أن یقول: لم یفعل کذا لم یرتکب کذا فعل کذا و کذا فیعدد جمیع ما یفسق بفعله أو بترکه وذلك شاق جدا ۔ وأما الجرح فإنه لا یقبل إلا مفسرا مبین السبب لأن الناس یختلفون فیما یجرح وما لا یجرح فیطلق أحدهم الجرح بناء علی أمر اعتقده جرحا ولیس بجرح فی نفس الأمر فلا بد من بیان سببه لینظر فیما هو جرح أم لا.

(مقدمہ ابن صلاح النوع الثالث والعشرون: معرفة صفة من تقبل روایته ومن ترد روایته)

4: مولانا ابو الحسنات عبدالحئی لکھنوی الحنفی (ت 1304ھ) لکھتے ہیں:

یقبل التعدیل من غیر ذکر سببه لأن أسبابه کثیرة فیثقل ذکرها فان ذلك حوج المعدل إلی أن یقول لیس یفعل کذا ولا کذا ویعد ما یجب ترکه ویفعل کذا و کذا فیعد ما یجب علیه فعله واما الجرح فانه لا یقبل إلا مفسرا مبین سبب الجرح لأن الجرح یحصل بأمر واحد فلا یشق ذکره ولأن الناس مختلفون فی أسباب الجرح فیطلق أحدهم الجرح بناء علی ما اعتقده جرحا ولیس الجرح فینفس الأمر فلا بد من بیان سببه لیظهر اهو قادح أم لا.

(الرفع والتکمیل المرصد الاول فیما یقبل من الجرح والتعدیل ومالا یقبل منهما)

## اصل نمبر3: تعارض کی صورت میں ترجیح کس کو ہو گی؟

1: جرح وتعدیل مبہم  2: جرح مبہم تعدیل مفسر  ان دو صورتوں میں تعدیل کو ترجیح ہو گی

3: تعدیل مبہم جرح مفسر  4: دونوں مفسر  ان دو صورتوں میں جرح کو ترجیح ہو گی بشرطیکہ جارح ناصح ہو

[1]: علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

ولا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذلك فیما اذا کان الجرح ثابتا مفسر السبب والا فلا یقبل الجرح اذا لم یکن کذا.

(مقدمہ مسلم نووی ص 16)

[2]: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قلت بل الصواب التفصيل فان كان الجرح والحالة هذه مفسرا قبل والا عمل بالتعديل (مقدمہ لسان المیزان)

[3]: امام حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (ت 902ھ) فرماتے ہیں:

لكن ينبغي الحكم بتقديم الجرح بما إذا فسر.... أما إذا تعارضا من غير تفسير فالتعديل كما قاله المزي وغيره.

(فتح المغیث في معرفه من تقبل روایته ومن ترد)

[4]: مولانا ابو الحسنات عبد الحئ لکھنوی الحنفی (ت 1304ھ) لکھتے ہیں:

فالحاصل ان الذى دلت عليه كلمات الثقات وشهدت به جمل الاثبات هو انه ان وجد فى شان راو تعديل وجرح مبهمان قدم التعديل و كذا ان وجد الجرح مبهما والتعديل مفسرا قدم التعديل وتقديم الجرح انما هو اذا كان مفسرا سواء كان التعديل مبهما او مفسرا.

(الرفع والتکمیل إذا تعارض الجرح والتعدیل في راو واحد)

**فائدہ:** بتصریح ائمہ اگر معدل تعدیل کے ساتھ ساتھ جرح کے سبب کی بھی تردید کردے تو تعدیل کو ترجیح دی جائے گی۔

أن تقديم الجارح مشروط عند الفقهاء بأن يطلق القول فإن قال المعدل عرفت السبب الذى ذكره الجارح لكنه تاب وحسنت حالته فإنه يقدم المعدل و كذلك لو عين الجارح سببا فنفاه المعدل بطريق معتبر كما إذا قال قتل فلانا ظلما وقت كذا فقال المعدل رأيته حيا بعد ذلك أو كان القتيل فى ذلك الوقت عندى لكن هنا يتعارضان فيتساقطا ويبقى أصل العدالة ثابتا. (النکت علیٰ مقدمہ ابن الصلاح لامام بدر الدین زرکشی النوع الثالث والعشرون معرفة من تقبل روایته)

وقيد الفقهاء ذلك بما إذا لم يقل المعدل عرفت السبب الذى ذكره الجارح ولكنه تاب وحسنت حاله فإنه حينئذ يقدم المعدل. (تدریب الراوی النوع الثالث والعشرون صفة من تقبل روایته)

اما إذا قال المعدل عرفت السبب الذى ذكره الجارح لكنه تاب منه وحسنت توبته فإنه يقدم المعدل.

(فتح المغیث في معرفه من تقبل روایته ومن ترد)

**فائدہ:** چند صورتوں میں جرح مفسر بھی قبول نہیں۔

**صورت نمبر1:** جارح خود مجروح ہو۔

1: امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی (ت 354ھ) فرماتے ہیں:

ومن أمحل المحال أن يجرح العدل بكلام المجروح.

(الثقات لابن حبان رقم 4634 تهذیب التهذیب، ھدی الساری)

2: مولانا ابو الحسنات عبد الحئ لکھنوی الحنفی (ت 1304ھ) فرماتے ہیں:

فمنها ان يكون الجارح فى نفسه مجروحا فحينئذ لا يبادر الى قبول جرحه.

(الرفع والتکمیل فصل في لزوم التروي والنظر في قبول جرحهم للراوي)

کتب اسماء میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ایک آدمی نے کسی پر جرح کی مگر ائمہ نے اس کی جرح اس وجہ قبول نہیں کی کہ جارح خود مجروح ہے مثلاً

لكن لقول ابن خراش فيه: صدوق، وتكلم الناس فيه.

قلت: نعم تكلموا فيه بأنه ثقة ثبت يا رافضى.

(میزان الاعتدال ترجمہ موسیٰ بن اسماعیل)

وقال بن خراش ثقة فی حديثه اختلاط قلت بن خراش مذكور بالرفض والبدعة فلا يلتفت إليه.

(ھدی الساری ترجمہ عمرو بن سلیم)

وقال أبو الفتح الازدی متروك قلت لا يترك، فقد وثقه أحمد والعجلی، وأبو الفتح يسرف فی الجرح، وله مصنف كبير إلى الغاية فی المجروحين، جمع فأوعى، وجرح خلقا بنفسه لم يسبقه أحد إلى التكلم فيهم، وهو المتكلم فيه.

(میزان الاعتدال ترجمہ ابان بن اسحاق)

وقال أبو الفتح الأزدی منكر الحديث غير مرضى ولا عبرة بقول الأزدی لأنه هو ضعيف فكيف يعتمد فی تضعيف الثقات. (ھدی الساری ترجمہ احمد بن شبیب)

وشذ الأزدی فقال منكر الحديث وغفل أبو محمد بن حزم فاتبع الأزدی وأفرط فقال لا تجوز الرواية عنه وما درى أن الأزدی ضعيف فكيف يقبل منه تضعيف الثقات. (ھدی الساری ترجمہ خثیم بن عراک)

**صورت نمبر2:** جارح متعصب ومتعنت ہو اور اس کی وہ جرح تعصب پر مبنی ہو

كلام الأقران بعضهم فی بعض لا يعبأ به لا سيما إذا لاح لك أنه لعداوة أو لمذهب أو لحسد ما ينجو منه إلا من عصم الله وما علمت أن عصرا من الاعصار سلم أهله من ذلك، سوى الانبياء والصديقين.

(میزان الاعتدال ترجمہ ابونعیم اصبہانی، لسان المیزان ترجمہ ابونعیم اصبہانی)

وقيد بعض المتأخرين قبول الجرح المفسر فيمن عدل أيضا بما إذا لم تكن هناك قرينة يشهد العقل بأن مثلها يحمل على الوقيعة من تعصب مذهبی أو مناقشة دنيوية.

(فتح المغيث فصل في معرفه من تقبل روايته ومن ترد)

الجرح اذا صدر من تعصب او عداوة او منافرة او نحو ذلك فهو جرح مردود ولا يؤمن به الا المطرود.

(الرفع والتكميل في بيان حكم الجرح)

**صورت نمبر3:** جرح مذہبی تعصب کی وجہ سے ہو

امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں:

أصحابنا يفرطون فی أبی حنيفة وأصحابه فقيل له: أكان أبو حنيفة يكذب؟ فقال كان أنبل من ذلك.

(جامع بيان العلم وفضله باب ماجاء في ذم القول في دين الله بالرأي)

امام ابن عبد البر مالکی فرماتے ہیں:

أفرط أصحاب الحديث فی ذم أبی حنيفة وتجاوزوا الحد فی ذلك. (جامع بيان العلم وفضله باب ماجاء في ذم القول في دين الله بالرأي)

قال أبو عمر: كثير من أهل الحديث استجازوا الطعن على أبی حنيفة... وكان مع ذلك محسودا لفهمه وفطنته.

(الانتقاء باب ذکر بعض ماذم به ابوحنیفة وطعن علیه فیه)

قال ايضاً: كان يحيى بن معين يثنی عليه ويوثقه واما سائر أهل الحديث فهم كالاعداء لابی حنيفة وأصحابه.

(الانتقاء ذکر بعض اصحاب ابی حنیفة والخبر عنهم)

**صورت نمبر4:** مسلّم امامت کے حامل امام پر کی گئی جرح

جس امام کی امامت، عدالت، ثقاہت اور فقاہت متواتر ومشہور ہو اس پر جرح کرنے سے اس کی عدالت ساقط نہیں ہوتی۔

♣ حافظ ابن حجر عسقلانی (ت 852ھ) ایک راوی "حسن بن صالح بن حی" پر ائمہ کی جروحات نقل کر کے فرماتے ہیں:

وبمثل هذا الرأی لا یقدح فی رجل قد ثبتت عدالته واشتهر بالحفظ والاتقان والورع التام... وان کان الصواب خلافه فهو إمام مجتهد.

(تہذیب التہذیب: ترجمہ حسن بن صالح)

ترجمہ: اس قسم کی رائے سے ایسے شخص پر جرح نہیں کی جاسکتی جس کی عدالت ثابت ہو اور وہ حفظ، پختگی اور عبادت میں مشہور ہو... اگرچہ صحیح موقف اس کے برعکس ہے لیکن چونکہ وہ امام مجتہد ہے (اس لیے ان کی اس رائے کی وجہ سے بھی ان پر طعن و تشنیع نہ ہوگی)

حافظ صاحب کے اس فرمان سے واضح ہوا کہ اگر کسی شخص کی عدالت، حافظہ اور تقویٰ مسلم ہو اسی طرح اگر وہ مجتہد بھی ہو تو اس پر جرح کرنے سے اس کی عدالت مجروح نہیں ہوتی۔

♣ قال أبو عبد الله: وعكرمة قد ثبتت عدالته بصحبة ابن عباس وملازمته اياه وبأن غير واحد من العلماء قد رووا عنه وعدلوه قال: وكل رجل ثبتت عدالته لم يقبل فيه تجريح أحد حتى يبين ذلك عليه بأمر لا يحتمل غير جرحه.

(تہذیب التہذیب: تحت ترجمۃ عکرمۃ البربری ابو عبد اللہ المدنی مولی ابن عباس)

♣ امام ابن جریر فرماتے ہیں:

ومن ثبتت عدالته لم يقبل فيه الجرح وما تسقط العدالة بالظن. (ھدی الساری ترجمہ عکرمہ)

♣ امام ابن عبد البر مالکی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

والصحيح فی هذا الباب أن من صحت عدالته وثبتت فی العلم أمانته، وبانت ثقته وعنايته بالعلم، لم يلتفت فيه إلى قول أحد إلا أن يأتی فی جرحته ببينة عادلة تصح بها جرحته على طريق الشهادات... والدليل على أنه لا يقبل فيمن اتخذه جمهور من جماهير المسلمين إماما فی الدين قول أحد من الطاعنين.

(جامع بیان العلم وفضلہ: باب حکم قول العلماء بعضهم في بعض)

♣ مزید فرماتے ہیں:

فليقف عند ما شرطنا فی أن لا يقبل فيمن صحت عدالته، وعلمت بالعلم عنايته وسلم من الكبائر ولزم المروءة والتعاون وكان خيره غالبا وشره أقل عمله فهذا لا يقبل فيه قول قائل لا برهان له به. فهذا هو الحق الذی لا يصح غيره إن شاء الله.

(جامع بیان العلم وفضلہ: باب حکم قول العلماء بعضهم في بعض)

♣ علامہ تاج الدین بن علی بن عبد الکافی السبکی فرماتے ہیں:

بل الصواب عندنا أن من ثبتت إمامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبی أو غيره فإنا لا نلتفت إلى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة وإلا فلو فتحنا هذا الباب أو أخذنا تقديم الجرح على إطلاقه لما سلم لنا أحد من الأئمة إذ ما من إمام إلا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون.

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: ج2ص9 قاعدۃ فی الجرح والتعدیل)

ترجمہ: بلکہ ہمارے ہاں صحیح اصول یہ ہے جس راوی کی امامت اور عدالت ثابت ہو چکی ہو اس کے بارے میں مدح و توثیق کرنے والوں کی کثرت ہو، اس کے ناقدین قلیل ہوں اور کوئی ایسا قوی قرینہ موجود ہو جس سے اندازہ ہوتا ہے یہ جرح مذہبی تعصب وغیرہ کی بناء پر کی گئی ہے تو ایسی جرح کی طرف ہم بالکل توجہ نہیں دیں گے اور ہم اس شخص کے بارے میں عادل ہونے کا قول کریں گے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں بلکہ (جرح کا) یہ دروازہ کھول

دیں اور جرح کو علی الاطلاق (تعدیل پر) مقدم کرلیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ائمہ میں سے کوئی امام بھی تنقید سے نہیں بچ سکے گا کیونکہ جتنے بھی امام ہیں ان میں طعن کرنے والوں نے طعن کیا ہے اور ہلاک ہونے والے ہلاک ہوئے ہیں۔

♣ علامہ ابو بکر خطیب بغدادی (ت 463ھ) نے "الکفایۃ فی علم الروایۃ" میں اس بات پر مستقل ایک باب قائم کیا ہے:

"باب فی المحدث المشهور بالعدالة والثقة والامانة لا يحتاج الى تزكية المعدل"

(الکفایۃ فی علم الروایۃ)

<u>فائدہ:</u> حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی امامت، فقاہت اور اجتہادی صلاحیت چونکہ امت میں مسلم ہے، اس لیے آپ پر کی جانے والی جروحات ناقابل قبول ہیں۔

♣ شیخ الاسلام ابو اسحاق شیر ازی شافعی (ت 476ھ) فرماتے ہیں:

وجملته أن الراوي لا يخلو إما أن يكون معلوم العدالة أو معلوم الفسق أو مجهول الحال (صفحة 42) فإن كانت عدالته معلومة كالصحابة رضي الله عنهم أو أفاضل التابعين كالحسن وعطاء والشعبي والنخعي وأجلاء الأئمة كمالك وسفيان وأبي حنيفة والشافعي وأحمد وإسحاق ومن يجري مجراهم وجب قبول خبره ولم يجب البحث عن عدالته.

(اللمع فی اصول الفقہ: ص 41 باب القول فی الجرح والتعدیل)

ترجمہ: جرح وتعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم ومشہور یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہو گا یا وہ مجہول الحال ہو گا (یعنی اس کی عدالت یا فسق معلوم نہیں) تو اگر اس کی عدالت معلوم ہے جیسے کہ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور افضل تابعین ؒ کی جیسے حضرت حسن بصریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، عامر شعبیؒ، ابراہیم نخعیؒ، یا بزرگ ترین ائمہ ؒ جیسے امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اسحاق بن راہویہؒ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں، تو ان کی خبر ضرور قبول کی جائیگی اور ان کی عدالت وتوثیق کی تحقیق ضروری نہ ہو گی۔

♣ علامہ ابو الفرج محمد بن اسحاق المعروف ابن ندیم (ت 385ھ) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وكان من التابعين لقي عدة من الصحابة وكان من الورعين الزاهدين... والعلم برا وبحرا شرقا وغربا بعدا وقربا تدوينه رضي الله عنه.

(الفہرست لابن ندیم: ص 255 ص 256)

ترجمہ: آپ تابعی تھے اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ نے ملاقات کی ہے۔ تقویٰ شعار اور زاہد تھے... اور جو علم برو بحر، شرق وغرب، دور ونزدیک ہے سب آپ ہی کی تدوین (مدون کردہ) علم ہے۔

# مراتب رجال

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "تقریب التہذیب" کی ابتداء میں مراتب وطبقات رجال کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"انحصر لی الكلام على أحوالهم فی اثنتی عشرة مرتبة، وحصر طبقاتهم فی اثنتی عشرة طبقة. فأما المراتب:

فأولها: الصحابة: فأصرح بذلك لشرفهم

الثانية: من أكد مدحه: إما: بأفعل: كأوثق الناس، أو بتكرير الصفة لفظا كثقة ثقة، أو معنى: كثقة حافظ.

الثالثة: من أفرد بصفة، كثقة، أو متقن، أو ثبت، أو عدل.

الرابعة: من قصر عن درجة الثالثة قليلا، وإليه الإشارة: بصدوق، أو لا بأس به، أو ليس به بأس.

الخامسة: من قصر عن الرابعة قليلا، وإليه الإشارة بصدوق سيء الحفظ، أو صدوق يهم، أو له أوهام، أو يخطىء، أو تغير بأخرة. ويلتحق بذلك من رمي بنوع من البدعة، كالتشيع والقدر، والنصب، والإرجاء، والتهجم، مع بيان الداعية من غيره.

السادسة: من ليس له من الحديث إلا القليل، ولم يثبت فيه ما يترك حديثه من أجله، وإليه الإشارة بلفظ: مقبول، حيث يتابع، وإلا فلين الحديث.

السابعة: من روى عنه أكثر من واحد ولم يوثق، وإليه الإشارة بلفظ: مستور، أو مجهول الحال.

الثامنة: من لم يوجد فيه توثيق لمعتبر، ووجد فيه إطلاق الضعف، ولو لم يفسر، وإليه الإشارة بلفظ: ضعيف.

التاسعة: من لم يرو عنه غير واحد، ولم يوثق، وإليه الإشارة بلفظ: مجهول.

العاشرة: من لم يوثق البتة، وضعف مع ذلك بقادح، وإليه الإشارة: بمتروك، أو متروك الحديث أو واهي الحديث أو ساقط

الحادية عشرة: من اتهم بالكذب

الثانية عشرة: من أطلق عليه اسم الكذب، والوضع"

(تقریب التہذیب ص111)

# ﴿طبقات الرجال﴾

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت852ھ) لکھتے ہیں:

فالأولى: الصحابة، على اختلاف مراتبهم، وتمييز من ليس له منهم إلا مجرد الرؤية من غيره.

الثانية: طبقة كبار التابعين، كابن المسيب، فإن كان مخضرما صرحت بذلك.

الثالثة: الطبقة الوسطى من التابعين، كالحسن وابن سيرين.

الرابعة: طبقة تليها، جل روايتهم عن كبار التابعين، كالزهري وقتادة.

الخامسة: الطبقة الصغرى منهم، الذين رأوا الواحد والاثنين، ولم يثبت لبعضهم السماع من الصحابة، كالأعمش.

السادسة: طبقة عاصروا الخامسة، لكن لم يثبت لهم لقاء أحد من الصحابة، كابن جريج.

السابعة: كبار أتباع التابعين، كمالك والثوري.

الثامنة: الطبقة الوسطى منهم، كابن عيينة وابن علية.

التاسعة: الطبقة الصغرى من أتباع التابعين: كيزيد بن هارون، والشافعي، وأبي داود الطيالسي، وعبد الرزاق.

العاشرة: كبار الآخذين عن تبع الأتباع، ممن لم يلق التابعين، كأحمد بن حنبل.

الحادية عشرة: الطبقة الوسطى من ذلك، كالذهلي والبخاري.

الطبقة الثانية عشرة: صغار الآخذين عن تبع الأتباع، كالترمذي، وألحقت بها باقي شيوخ الأئمة الستة، الذين تأخرت وفاتهم قليلا كبعض شيوخ النسائي.

(تقریب التہذیب: ص111، 112)

# الفاظ جرح وتعدیل اور ان کے مراتب

## الفاظ جرح وتعدیل اور ان کے مراتب:

جس طرح اسماء الرجال کا علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا مگر فن کی شکل بعد میں دی گئی اسی طرح الفاظِ جرح وتعدیل اس علم کے ساتھ ہی شروع ہو چکے تھے لیکن ان کی ترتیب و مراتب بعد میں مقرر کئے گئے جس کی ابتداء امام ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن ادریس بن المنذر حنظلی الرازی (ت 327ھ) نے کی۔ چنانچہ امام حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (ت902ھ) فرماتے ہیں:

قدهذبه... ابن أبي حاتم هو الإمام أبو محمد عبد الرحمن بن الإمام أبي حاتم محمد بن ادريس الرازي (إذ رتبه) في مقدمه كتابه الجرح والتعديل فأجاد وأحسن.

(فتح المغیث: ج1 ص391 مراتب التعدیل)

ان کے بعد آنے والے کئی اہل علم نے ان الفاظ میں مزید وسعت دی اور مراتب بیان کئے۔ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ الفاظ تعدیل و تجریح کے چھے چھے مراتب ہیں۔ ذیل میں ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

## ﴿الفاظِ تعدیل کے مراتب﴾

### مرتبہ اولیٰ:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت852ھ) فرماتے ہیں:

ومن المهم أيضاً معرفة مراتب التعديل وأرفعُها الوصف أيضاً بما دل على المبالغة فيه، وأصرح ذلك التعبير بأفعل، كأوثق الناس أو أثبت الناس وإليه المنتهى في التَّثَبُّتِ.

(شرح نخبۃ الفکر 174،173 مراتب التعدیل)

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت1014ھ) نے "اعدل الناس" اور "فلان لا يسئل عنه" کو بھی مرتبہ اول میں شمار کیا ہے۔

(شرح نخبۃ الفکر للقاری: مراتب التعدیل)

مولانا ابو الحسنات عبد الحئی لکھنوی الحنفی (ت1304ھ) نے "لا اعرف له نظيرا في الدنيا" کو بھی مرتبہ اول میں شمار کیا ہے۔

(الرفع والتکمیل: ص155 فصل فی ذکر الفاظ الجرح والتعدیل)

### مرتبہ ثانیہ:

جس میں الفاظ توثیق تکرار و تاکید کے ساتھ مذکور ہوں۔ مثلاً

ثقة ثقة، ثبت ثبت، ثقة ثبت، ثقة حجة، ثقة حافظ، ثبت حافظ، ثبت حجة، ثقة متقن، عدل ضابط وغيرهم.

(میزان الاعتدال: ج1 ص47، شرح نخبۃ الفکر: ص174، قواعد فی علوم الحدیث: ص243)

## مرتبہ ثالثہ:

جس میں الفاظ توثیق بلا تکرا ہوں جیسے:

"ثقة ،ثبت ،متقن، حجة ،عدل، حافظ ،ضابط ،امام ،كانه مصحف."

(میزان الاعتدال:ج1ص47، قواعد فی علوم الحدیث:ص243)

## مرتبہ رابعہ:

صدوق، لاباس به ،ليس به باس، مامون، خيار الخلق.

(میزان الاعتدال ج1ص47، قواعد فی علوم الحدیث ص249)

## مرتبہ خامسہ:

محله الصدق،جيد الحديث،صالح الحديث،شيخ وسط،شيخ حسن الحديث، صدوق إن شاء الله، صويلح،صدوق سيئ الحفظ ،صدوق يهم ،صدوق له اوهام ،وسط مقارب الحديث وغيرهم.

(میزان الاعتدال:ج1ص48،47 قواعد فی علوم الحدیث:ص249)

## مرتبہ سادسہ:

ایسے الفاظ سے توثیق کی جائے جو جرح کے قریب قریب ہوں جیسے:

"صدوق ان شاء الله ،ارجو انه لاباس به ،ما اعلم به باسا ، ليس ببعيد من الصواب ،يروئ حديثه ،يكتب حديثه.

(قواعد فی علوم الحدیث:ص249)

## الفاظ تعدیل میں مزید توسیع:

الفاظ تعدیل صرف انہی چھ مراتب میں منحصر نہیں بلکہ کتب اسماء الرجال میں اور بھی بہت سارے الفاظ ہیں جو بطور تعدیل وتوثیق کے مستعمل ہیں۔ لہٰذا وہ الفاظ بھی جہاں استعمال ہوں گے تو وہ راوی کی تعدیل وتوثیق کی علامت ہو گی۔ مثلاً

ماعلمت الا خيراً،نعم الرجل ،خيار المسلمين ،حسن الفهم ،جيد الحفظ ،افقه الناس ،افضل اهل زمانه، تقيا نقيا زاهدا عالما صدوق اللسان احفظ اهل زمانه،اعلم اهل زمانه ،اورع الناس ، امام الدنيا فى زمانه فقها وعلما،احسن الضبط، شديد الفحص عن الناسخ من الحديث والمنسوخ ، كان عارفا بحديث أهل الكوفة،كان حافظا لفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم الأخير الذى قبض عليه،اعلم الناس ،لو وزن علم الامام أبي حنيفة بعلم أهل زمانه،لرجح عليهم، حسن الفراسة، امام المسلمين وغيرهم.

# ﴿الفاظِ جرح کے مراتب﴾

## مرتبہ اولیٰ:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت852ھ) فرماتے ہیں:

"أسوأُها الوصف بما دل على المبالغة فيه ، وأصرح ذلك التعبير بأَفْعَلَ، كأكذب الناس ، وكذا قولهم إليه المنتهى في الوضع، أو رُكن الكذب، ونحو ذلك."

(شرح نخبۃ الفکر: ص173،172)

مولانا ابو الحسنات عبد الحئ لکھنوی الحنفی (ت1304ھ) نے "منبع الكذب ، معدن الكذب" کو اور شیخ عبد الفتاح ابو غدہ الحنفی (ت1417ھ) نے "جبل في الكذب، كذاب جبل" اور "جراب الكذب" کو بھی اسی درجہ میں شمار کیا ہے۔

(الرفع والتکمیل مع التعلیق: ص167،168)

## مرتبہ ثانیہ:

دجال، كذاب، وضاع يضع الحديث.

(میزان الاعتدال: ج1 ص48، الرفع والتکمیل: ص168)

## مرتبہ ثالثہ:

فلان متهم بالكذب، متفق على تركه. فلان يسرق الحديث وفلان متهم بالكذب او الوضع او ساقط او متروك او هالك او ذاهب الحديث او تركوه او لا يعتبر به او بحديثه او ليس بالثقة او غير ثقة.

(میزان الاعتدال: ج1 ص48، الرفع والتکمیل: ص176)

## مرتبہ رابعہ:

فلان رد حديثه او مردود الحديث او ضعيف جدا او واه بمرة او طرحوه او مطروح الحديث او مطروح او لا يكتب حديثه او لا تحل كتابة حديثه او لا تحل الرواية عنه وليس بشئ او لا شيء.

(الرفع والتکمیل: ص178)

## مرتبہ خامسہ:

فلان لا يحتج به او ضعفوه او مظطرب الحديث او له ما ينكر او له مناكير او منكر الحديث او ضعيف.

**(الرفع والتکمیل ص178،179)**

## مرتبہ سادسہ:

فيه مقال او ادنى مقال او ضعف او ينكر مرة ويعرف اخرى او ليس بذاك او ليس بالقوى او ليس بالمتين او ليس بحجة او ليس بعمدة او ليس بمأمون او ليس بثقة او ليس بالمرضى او ليس يحمدونه او ليس بالحافظ او غيره اوثق منه او فيه شئ او فيه جهالة او لا ادرى ما هو او ضعفوه او فيه ضعف او سئ الحفظ او لين الحديث تكلموا فيه ،سكتوا عنه

فيه نظر.

(الرفع والتکمیل ص179تا183)

## ﴿بعض الفاظ کی مراد﴾

الفاظ جرح وتعدیل کے یہ مراتب عام طور پر ائمہ کے ہاں استعمال ہوتے ہیں بہت سارے ایسے الفاظ بھی ہیں جن کو بعض ائمہ مخصوص جرح یا تعدیل کے لئے استعمال کرتے ہیں کتب اسماء الرجال سے صحیح استفادہ کے لئے وہ الفاظ اور ان کی مراد کو جاننا انتہائی ضروری ہے۔

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی (ت774ھ) فرماتے ہیں:

وثم اصطلاحات لأشخاص ينبغي التوقيف عليها.

(اختصار علوم الحدیث: النوع الثالث والعشرون)

یعنی بعض ائمہ کی مخصوص اصطلاحات ہیں جن کو جاننا ضروری ہے

ان اصطلاحات میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے:

[1]: اگر کسی راوی کے متعلق امام ابوزکریا یحییٰ بن معین (ت234ھ) "لا باس به، ليس به باس" فرمائیں تو اس سے مراد راوی کی توثیق ہوتی ہے۔

عن (ابن أَبِي خَيْثَمَةَ) قال: قلت (ليحيى بن معين) إنك تقول: فلان ليس به بأس وفلان ضعيف؟ قال: إذا قلت لك: ليس به بأس فهو ثقة وإذا قلت لك: هو ضعيف فليس هو بثقة لا تكتب حديثه.

(مقدمہ ابن صلاح: النوع الثالث والعشرون)

وقال ابن جنيد عن بن معين: ليس به بأس وهذا توثيق من بن معين

(ھدی الساری: ترجمہ یونس بن ابی القرات بصری)

[2]: کسی راوی کے متعلق "ترکه يحيىٰ القطان" (امام یحیٰ بن سعید القطان، ت198ھ) کہنے کی وجہ سے راوی مطلقاً نا قابل استدلال نہیں ہوتا نہ ہی راوی متہم بالکذب ہوتا ہے بلکہ حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے اس کی روایت کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

[3]: اگر کوئی امام کسی راوی کے متعلق یوں کہے: "هو احب الی من فلان" تو اس کی وجہ سے دوسرا راوی مجروح نہیں ہو جاتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وحكى العقيلي وأبو العرب الصقلي في الضعفاء أن الامام أحمد قال ابن أبي عدى أحب إلى من ازهر.

قلت. ليس هذا بجرح يوجب إدخاله في الضعفاء"

(تہذیب التہذیب: ترجمہ ازہر بن سعد السمان)

[4]: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی (ت241ھ) جب کسی راوی کے متعلق فرمائیں "کذا و کذا" تو اس میں راوی کی کمزوری کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔

وقال عبد الله بن أحمد: سألت أبي عن يونس بن أبي إسحاق قال: كذا و كذا.

قلت: هذه العبارة يستعملها عبد الله بن أحمد كثيرا فيما يجيبه به والده، وهي بالاستقراء كناية عمن فيه لين.

(میزان الاعتدال: ترجمہ یونس بن أبی إسحاق)

[5]: ابوالحسن علی بن محمد بن عبد الملک الفاسی المعروف بابن القطان (م628ھ) جب کسی راوی کے متعلق "لا يعرف له حال او لم تثبت عدالته" کہیں تو اس سے مراد راوی کا ضعف نہیں ہوتا بلکہ یہ ان کی خاص اصطلاح ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ اس راوی کے معاصرین میں سے کسی سے اس کی توثیق منقول نہیں۔ چنانچہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

قال ابن القطان: لا يعرف له حال ولا يعرف.

قلت: لم أذكر هذا النوع في كتابي هذا، فإن ابن القطان يتكلم في كل من لم يقل فيه إمام عاصر ذاك الرجل"

(میزان الاعتدال: ترجمہ حفص بن بغیل)

قال ابن القطان: هو ممن لم تثبت عدالته يريد أنه ما نص أحد على أنه ثقة. وفي رواة الصحيحين عدد كثير ما علمنا أن أحدا نص على توثيقهم. (میزان الاعتدال: ترجمہ مالک بن خیر مصری)

[6]: علامہ شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت748ھ) فرماتے ہیں:

اعلم أن كل من أقول فيه مجهول ولا أسنده إلى قائل فإن ذلك هو قول أبي حاتم فيه... وإن قلت فيه جهالة أو نكرة، أو يجهل، أو لا يعرف، وأمثال ذلك، ولم أعزه إلى قائل فهو من قبلي، و كما إذا قلت: ثقة، وصدوق، وصالح، ولين، ونحو ذلك، ولم أضفه الى قائل فهو من قولي واجتهادي.

(میزان الاعتدال ترجمہ ابان بن حاتم)

یاد رہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں کیونکہ بہت سارے مقامات پر امام ذہبی نے کسی راوی کو مجہول کہا اور قائل کا تعین بھی نہیں کیا لیکن وہ امام ابو حاتم کا قول نہیں بلکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا قول ہے۔

[7]: اگر کسی راوی کو امام ابو حاتم محمد بن ادریس بن المنذر حنظلی (ت277ھ) "مجہول" کہیں تو عموماً مراد جہالت وصفی ہوتی ہے اور دیگر ائمہ کہیں تو مراد جہالت عینی ہوتی ہے۔ اسی لئے اگر ابو حاتم کسی کو مجہول کہیں تو اس سے راوی ضعیف نہیں ہو جاتا۔

امام حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی (ت902ھ) فرماتے ہیں:

على أن قول أبي حاتم في الرجل أنه مجهول لا يريد به أنه لم يروعنه سوى واحد.

(فتح المغیث: معرفۃ من تقبل روایتہ ومن ترد)

[8]: جب کوئی محدث کسی حدیث کے بارے میں "لم يثبت، لم يصح" کہے تو اس سے حدیث کا موضوع یا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی ایک حدیث جس کو امام احمد بن حنبل نے غیر ثابت فرمایا، کے متعلق فرماتے ہیں:

عن أحمد بن حنبل أنه قال لا أعلم في التسمية في الوضوء حديثا ثابتا قال الحافظ بن حجر في تخريج أحاديثه لا يلزم من نفي العلم ثبوت العدم وعلى التنزل لا يلزم من نفي الثبوت ثبوت الضعف لاحتمال أن يراد بالثبوت الصحة فلا ينتفي الحكم وعلى التنزل لا يلزم من نفي الثبوت عن كل فرد نفيه عن المجموع.

(نظم المتناثر: حدیث لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ، الرفع والتکمیل ص195،194)

أن البخاری ذکر الحدیث المذکور وقال لم یصح قال ابن حجر ولا یلزم من کون الحدیث لم یصح أن یکون موضوعا.

(القول المسدد لابن حجر ج1 ص37 الحدیث السابع)

ملا علی بن سلطان محمد القاری الهروی الحنفی (ت 1014ھ) اپنی کتاب "تذکرۃ الموضوعات" میں فرماتے ہیں:

لا یلزم من عدم الثبوت وجود الوضع.... لا یلزم من عدم صحته وضعه.

(بحوالہ الرفع والتکمیل: ص191)

امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی (794ھ) فرماتے ہیں:

" وبین قولنا " لم یصح " وقولنا " موضوع " بون کبیر ؛ فإن الوضع إثبات الکذب والاختلاق وقولنا " لا یصح " لا یلزم منه إثبات العدم وإنما هو إخبار عن عدم الثبوت"

(النکت علی مقدمہ ابن الصلاح: النوع الحادی والعشرون)

## تنبیہ:

وکیل احناف شیخ الاسلام شیخ محمد زاہد بن الحسن الکوثری (ت 1371ھ) اس اصول کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ عام نہیں بلکہ اس طرح کے الفاظ جب کتب احکام میں مستعمل ہوں تو مراد صحت کی نفی ہوگی نہ کہ وضع کا اثبات اور جب کتب موضوعات میں استعمال ہو تو مراد حدیث کا موضوع ہونا ہوگا۔ چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"ان قول النقاد فی الحدیث انه لا یصح بمعنیٰ انه باطل فی کتب الضعفاء والمتروکین لا بمعنی انه حسن وان لم یکن صحیحاً کما نص علیٰ ذالك اهل الشان بخلاف کتب الاحکام کما اوضحت ذٰلك فی مقدمة "انتقاد المغنی "

(مقالات الکوثری)

اور مقدمہ "انتقاد المغنی" میں بعض حضرات کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

"اعلم ان البخاری وکل من صنف فی الاحکام یرید بقوله "لم یصح "الصحة الاصطلاحیة ومن صنف فی الموضوعات واضعفاء یرید بقوله "لم یصح"او"لم یثبت"المعنیٰ الاعم ولایلزم من الاول نفی الحسن اوالضعف ویلزم من الثانی البطلان"

(بحوالہ مقدمۃ المصنوع؛ لشیخ عبد الفتاح ابو غدۃ: ص27،28)

اسی طرح محدث و محقق شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

"اذا قالوا فی کتب الضعفاء او الموضوعات هذا الحدیث لایصح اولایثبت فمعناه انه موضوع واذا قالوه فی کتب الاحکام فمعناه نفی الصحة الاصطلاحیة عنه"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص282)

دور قریب کے عظیم محقق شیخ عبد الفتاح ابو غدہ (ت 1417ھ) فرماتے ہیں:

"قولهم فی الحدیث لایصح ،او لایثبت ،اولم یصح ،او لم یثبت،اولیس بصحیح ،او لیس بثابت ،او غیر ثابت ،اولایثبت فیه شئ ،ونحو هذه التعبیر ۔اذاقالوه فی کتب الضعفاء او الموضوعات فالمراد به ان الحدیث المذکور

موضوع لا یتصف بشئ من الصحة ۔واذا قالوہ فی کتب احادیث الاحکام فالمراد بہ نفی الصحة الاصطلاحیة "

(مقدمۃ المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع: ص27)

## ﴿سن وفات معلوم کرنے کا قاعدہ﴾

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت852ھ) سن وفات کے متعلق قاعدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وذكرت وفاة من عرفت سنة وفاته منهم، فإن كان من الأولى والثانية: فهم قبل المائة، وإن كان من الثالثة إلى آخر الثامنة: فهم بعد المائة، وإن كان من التاسعة إلى آخر الطبقات: فهم بعد المائتين، ومن ندر عن ذلك بينته.

یعنی طبقہ اولیٰ وثانیہ یہ 100ھ سے پہلے ہوں گے۔ مثلاً حافظ صاحب حمران بن ابان کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

ثقة من الثانية مات سنة خمس وسبعين.

توان کی وفات 75ھ ہوگی۔

اور "الطبقة الثالثه" سے "الطبقة الثامنة" سمیت کے لئے وفات کے ساتھ 100 لگے گا۔ مثلاً حافظ صاحب ایک راوی اسماعیل بن عبید اللہ بن ابی المھاجر کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

ثقة من الرابعة مات سنة إحدى وثلاثين.

توان کی وفات 131ھ ہوگی۔

اور طبقہ تاسعہ سے طبقہ الثانی عشر تک 200 لگے گا۔ مثلاً امام بخاری کے تذکرہ میں حافظ صاحب فرماتے ہیں:

من الحادية عشرة مات سنة ست وخمسين في شوال.

توان کی وفات 256ہوگی۔

## ﴿علامات ورموز﴾

مصنفین کتب حدیث نے جن رواۃ سے اپنی کتب میں روایت لی ہیں، کتب رجال میں رواۃ کی نشاندہی کے لیے مخصوص علامات متعین ہیں، ان سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس راوی کی مرویات کس کتاب میں ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| **بخاری:** | **مسلم:** | **ابوداؤد:** | **ترمذی:** |
| صحیح بخاری: خ | صحیح مسلم: | سنن ابی داؤد: د | جامع الترمذی: ت |
| معلقاتی الصحیح: خت | م | المراسیل: مد | الشمائل: تم |
| الادب المفرد: بخ | مقدمہ مسلم: مق | فضائل الأنصار: صد | **صحاح ستہ:** |
| خلق أفعال العباد عخ | **نسائی:** | کتاب الناسخ: خد | ع |
| جزء القراءة: ر | السنن: س | کتاب القدر: قد | **سنن اربعہ:** |
| رفع الیدین: ی | مسند علي: عس | کتاب التفرد: ف | ٤ |
| **ابن ماجہ:** | مسند مالک: کن | المسائل: ل | **مستدرک الحاکم:** |
| السنن: ق | الیوم واللیلہ: سی | مسند مالک: کد | ك |
| التفسیر: فق | خصائص علی: ص | **خطیب بغدادی:** | |
| | **بیہقی:** | تاریخ بغداد خط | |
| | السنن الکبریٰ هب | | |

# فن اسماء الرجال میں ائمہ کی اہم ومشہور کتابیں

## حالاتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر

### (1)الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:

**مولف:** ازابویوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر نمری قرطبی مالکی(ت463ھ)

3500صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تراجم

الاستیعاب پر لکھے گئے ذیول:

ابن فتحون اندلسی المتوفی517ھ

ابوالحجاج یوسف بن محمد المتوفی558ھ

### (2)اسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ:

مولف: عزالدین ابوالحسن علی بن محمد ابن الاثیر(ت630ھ)

7554صحابہ کرام کے تراجم

اردو ترجمہ؛حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ

### (3)الاصابۃ فی تمییز الصحابہ:

**مولف:** حافظ شہاب الدین احمد بن علی عسقلانی[ابن حجر](ت852ھ)

اس موضوع پر نہایت مشہور اور جامع

ابتدائی چھ جلدوں میں9477صحابہ

ساتویں جلد کنیت پر،1257کنیتیں ہیں جن کا ذکر پہلے آچکا ہے

آٹھویں جلد صحابیات،تعداد1545

### (4)درالسحابۃ من دخل مصر من الصحابۃ:

مولف: حافظ جلال الدین سیوطی(ت911ھ)

## (2)تاریخ رجال کی اہم کتابیں

### [1]تاریخ الرواۃ

امام یحی بن معین[ت233ھ]

بطرز حروف معجم

جامعہ ام القری سے چھپ چکی

## [2] التاریخ الکبیر:

امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری [ت 256ھ]

حروف معجم کی ترتیب پر مرتب

عہد صحابہ سے عہدِ مولف تک تقریبا چالیس ہزار رجال حدیث کے حالات

(مرد، عورت، ضعیف وثقہ سب شامل)

اٹھارہ سال کی عمر میں مدینہ منورہ کی چاندنی راتوں میں تصنیف فرمایا

علامہ تاج الدین سبکی کا فرمان: اس فن میں بھی امام صاحب کو بہ لحاظ جامعیت، شرف اولیت حاصل ہے، ان کے بعد جن لوگوں نے تاریخ رجال ،اسماء، وکنی پر کتابیں لکھی ہیں، سب ان کے خوشہ چین ہی ہیں۔

حرف اول کے بعد کتاب میں ترتیب قائم نہ رہ سکی، نیز جرح وتعدیل سے بہت کم تعرض کیا ہے، البتہ جب صحابی کا نام آیا ہے تو اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

## [3] تاریخ بغداد:

**مولف:** ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بغدادی شافعی [ت 463ھ]

بغداد کی شخصیات اور وہاں آنے والوں کا تذکرہ اور مختلف فوائد لکھے ہیں

حروف تہجی پر مرتب ہے (ثقات، ضعفاء، متروکین)

7831 حضرات کے تذکروں پر مشتمل

## [4] الجمع بین رجال الصحیحین:

مولف: حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی شیبانی [ت 507ھ]

ابونصر کلاباذی اور ابوبکر احمد بن علی اصبہانی کی کتابوں سے صحیحین کے رجال جمع کیے

## [5] تاریخ دمشق:

حافظ ابوالقاسم علی بن حسین [ابن عساکر] دمشقی [ت 571ھ]

عظیم الشان اور جامع کتاب

80 مجلدات میں شائع ہو چکی ہے

## [6] کتاب الکمال فی اسماء الرجال:

از ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد رافعی قزوینی [ت 623ھ]

قزوین کی خصوصیات اور وہاں کے اخبار وآثار اور جو صحابہ کرام وتابعین وہاں وارد ہوئے، ان کے حالات اور وہاں کے ممتاز اہل علم ودرس کے تذکروں پر مشتمل ہے، مصنف نے حرف معجم کی ترتیب پر اس کو مرتب کیا ہے

## [7] تہذیب الکمال فی اسماء الرجال:

حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن مزی دمشقی (ت 742ھ)

یہ کتاب حافظ عبدالغنی مقدسی کی الکمال فی اسماء الرجال کی تہذیب ہے

حروف معجم پر مرتب، آخر میں عورتوں کا تذکرہ

**استدراک:**

حافظ علاء الدین مغلطائی[ت766ھ]نے 13 جلدوں میں اس کا استدراک لکھا "اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال"

## [8]تذہیب تہذیب الکمال:

از حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی[ت748ھ]

علامہ مزی کی؛تہذیب الکمال؛کا اختصار کیا،

پھر اس اختصار کا بھی اختصار کیا ہے بنام "الکاشف عن رجال الکتب الستۃ"

اس میں صرف ان کی رواۃ کا تذکرہ ہے جن کی روایات کی تخریج صحاح ستہ میں کی گئی ہے، اوران کی وفیات کا تذکرہ ہے، جن کتابوں میں ان کی روایت ہے ان کے رموز بھی بتادیتے ہیں۔ حروف تہجی پر مصنف نے اس کو مرتب کیا ہے

## [9]تاریخ الاسلام وطبقات المشاہیر والاعلام:

از حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی[ت748ھ]

حوادث وفیات دونوں کو ذکر کیا ہے،اور سنین کے اعتبار سے مرتب کیا

ابتداء پہلی صدی ہجری انتہا700ھ

ستر طبقات پر تقسیم کیا ہے اور ہر طبقہ کے لئے دس سال

ہر طبقہ کے اسماء کو حروف تہجی کے لحاظ سے اور حوادث کو سنین کے اعتبار سے مرتب

## [10]تہذیب التہذیب:

از حافظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی[ت852ھ]

علامہ مزی کی تہذیب الکمال کی تلخیص اور بہت سے فوائد کا اضافہ ہے

## [11]تقریب التہذیب:

از حافظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی[ت852ھ]

تہذیب التہذیب کا اختصار ہے

# (3)کتب طبقات

## [1]الطبقات الکبری:

مؤرخ محمد بن منیع کاتب واقدی[ت230ھ]

**طرزِ کتاب:** پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت،

بعدہ صحابہ کرام کے تراجم بلحاظ طبقات

بعدہ تابعین، بعدہ اپنے عہد تک کے علماء کے حالات

آخری جلد میں خواتین اسلام کے حالات

[2]**طبقات الحفاظ یا تذکرۃ الحفاظ:**

**مؤلف:** حافظ شمس الدین ذہبی [ت 748ھ]

صحابہ سے لے کر مؤلف کے دور تک کے حفاظِ حدیث کا تذکرہ

گیارہ طبقات قائم کئے ہیں۔

[3]**طبقات الحفاظ:**

حافظ جلال الدین سیوطی (ت 911ھ)

"تذکرۃ الحفاظ" کی تلخیص ہے البتہ کہیں کہیں تراجم میں مفید اضافہ بھی ہے

## (4) اسماء و کنی والقاب پر

[1]: کتاب الکنی والاسماء، امام مسلم بن حجاج [ت 261ھ]

[2]: الکنی والاسماء، امام ابو بشر محمد بن احمد بن سعد انصاری دولابی، [ت 320ھ]

[3] المشتبہ فی النسبۃ، امام ابو محمد عبد الغنی بن سعید اسدی مصری [ت 409ھ]

[4] الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنی والانساب حافظ امیر ابو نصیر علی بن ہبۃ اللہ بن جعفر [ابن ماکولا ]بغدادی [ت 486ھ]

مؤرخ ابن خلکان رحمہ اللہ نے اس کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے۔

## (5) دیگر کتب جرح وتعدیل

[1]**الضعفاء والمتروکین۔** امام حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن علی نسائی [ت 303ھ]

حروف تہجی پر مرتب ہے۔ مؤلف نے اپنی کتاب میں بہت سے ثقات کو ضعیف کہہ دیا ہے حتی کہ ان میں امام اعظم ابو حنیفہ کو بھی شمار کر دیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ عبارت الحاقی ہو جیسا کہ میزان الاعتدال میں امام صاحب کا ذکر الحاقی ہے۔

[2]**الجرح والتعدیل۔** امام عبد الرحمن بن ابی حاتم بن ادریس الرازی [ت 327ھ]

جرح وتعدیل کے لئے مستند ترین، نہایت مہتم بالشان کتاب

مصنف نے جرح وتعدیل کے باب میں ائمہ فن کے اقوال کو تلاش کر کے اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے، بالخصوص اپنے والد ابو حاتم رازی اور حافظ ابو زرعہ رازی کے اقوال

پوری کتاب [18050] تراجم پر مشتمل ہے۔ ہر راوی کی جرح وتعدیل اسانید سے ذکر کی ہے

ایک جلد میں کتاب کا مقدمہ ہے، جس کا نام ہے "تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل"

[3]**کتاب الثقات۔** از ابو حاتم بن حبان بستی [المتوفی 354ھ]

**ایک وضاحت:** بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب میں تساہل سے کام لیا ہے لیکن علامہ سیوطی نے اس کی تردید کی اور لکھا کہ ابن حبان کی خاص اصطلاح ہے کہ وہ حدیث حسن کو بھی صحیح کہتے ہیں (ولا مناقشۃ فی الاصطلاح) حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں کتاب الثقات سے بہت استفادہ کیا ہے۔

[4]میزان الاعتدال۔حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی[ت748ھ]
پوری کتاب میں[10907]تراجم ہیں۔
[5]طبقات المدلسین۔حافظ ابن حجر عسقلانی(ت852ھ)

## (7)کتب موضوعات

[1]تذکرۃ الموضوعات۔ازابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی[و448ھ م507ھ]
حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب ہے۔
حدیث موضوع کے علاوہ اس راوی کو بھی ذکر کیا ہے جسے ائمہ فن نے مجروح قرار دیا ہے

[2]الموضوعات الکبری۔ازابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی[ت597ھ]
مؤلف موصوف نے بہت سی حدیثوں کو وضع قرار دینے کے سلسلے میں تشدد سے کام لیا۔ آپ نے کئی ایک ایسی احادیث کو موضوع قرار دیا جن کے موضوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ فی الواقع وہ ضعیف ہیں۔
علامہ ذہبی کی رائے ہے کہ ابن جوزی نے بہت سی قوی اور حسن روایات کو بھی کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا ہے
حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن جوزی کا نقد روایات میں تشدد اور حاکم کے تساہل نے ان دونوں کی کتابوں کے نفع کو مشکل بنا دیا ہے،اس لئے کہ ان دونوں کی کتابوں کی ہر حدیث میں تساہل کا امکان ہے،پس ناقل کو ان دونوں سے نقل میں احتیاط کی ضرورت ہے۔
[3]اللآلئ المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ۔از حافظ جلال الدین سیوطی(ت911ھ)
مصنف نے ابن جوزی کی کتاب الموضوعات کا اختصار کیا ہے اور اس پر استدراک واضافے بھی کیے ہیں۔
[4]الاخبار الموضوعۃ۔محمد بن طاہر علی پٹنی[المتوفی986ھ]
[5]الاحادیث المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ۔مولانا عبد الحی لکھنوی(ت1304ھ)